خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

Acd 115

Track 1

Time 07:08

۱۔خواب کی حقیقت

خواب کے بارے میں پہلے بھی کتنے سوال اس مجلس میں کئے جا چکے ہیں اس کا
مختصراً جواب دے دیا تفصیلاً جواب دے دیا ۔ خواب کے سلسلے میں رو حانی ڈا
ئجسٹ میں بے شمار ممالک کے لوگوں کے جوابات بھی دئے ہیں خواب ایک پو ری
زندگی ہے جس طر ح بیداری ایک پو ری زندگی ہے اس طر ح خواب بھی ایک پو
ری زندگی ہے جس طر ح انسان بیداری میں زندگی گزارنے کے لئے اعمال و
حر کات کر تا ہے اس طر ح خواب میں بھی تمام اعمال و حر کا ت کر تا ہے کچھ
لوگوں نے کہا ہے کہ خواب میں خیا لات ہیں اور خواب میں جو آشودہ وہ بھی
ایک خواب ہے ان کی تکمیل کر نے کی یہ وہ لو گ ہیں جو قرآن کو نہیں ما نتے
لیکن جو لوگ قرآن کو مانتے ہیں جن امتوں کا قرآن اور صحفوں پر اور آسمانی
کتا بوپر یقین ہے اور ایمان ہے وہ سب اس بات کو جانتے ہیں کہ خواب کچھ
نہیں محض ایک ایسی چیز نہیں ہے جو خوابی ہو یا خیالی بلکہ خواب ایک زندگی
ہے ۔ایک تو پہلی بات یہ ہے کہ ہر آدمی یہ جانتا ہے کہ اس کے سوئے بغیر
گزارہ نہیں ہے جس طر ح بیدار ہو ئے بغیر اس کا گزارہ نہیں ہے اسی طر ح
سو ئے بغیر بھی اس کا گزارہ نہیں ہے ایک آدمی ساری زندگی سو بھی نہیں
سکتا اور ایک آدمی ساری زندگی بیدار بھی نہیں رہ سکتا بیدار رہنے کے بعد لا زم
ہے کہ وہ سو ئے ا س کے اعصاب ٹوٹنے لگیں گے اس کو جمایاں آنے لگے لگیں اس
کا دماغ سو جا ئے گا جب تک وہ سو نہیں جا ئے گا اس وقت اس کے اعصاب کی
تھکان نہیں اتر ے گی اور جن لوگوں کو بے خوابی کا مسئلہ ہو جا تا ہے لوگ طر
ح طر ح کی بیماریوں میں مبتلا ہو جا تے ہیں یہ تو ہے خواب خواب کے بغیر کو
ئی آدمی زندہ نہیں رہ سکتا کو ئی آدمی کیا زمین پر جتنی بھی مخلوق ہیں
خواہ وہ پر ندے ہوں ،خواہ وہ چر ندے ہوں ،خواہ وہ درخت ہوں ،چیونٹی
ہو ،مچھر ہو ،کھٹمل ہو ،سانپ ہو ،بچھو ہو ،شیر ہو ،چیتاہو ،ہا تھی ہو کو ئی
بھی ہو اس کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ کچھ وقت بیدار رہے اور کچھ وقت
سو ئے یہ الگ بات ہے کہ کسی مخلوق میں نیند کا وقفہ زیادہ ہے کسی مخلوق
میں نیند کا وقفہ کم ہے ۔لیکن کو ئی بھی مخلوق سو ئے بغیر نہیں رہ سکتی
اسی طر ح کو ئی بھی مخلوق سو نے کے بعد جا گے بغیر نہیں رہ سکتی تو سو نا
اور جا گنا یہ زندگی کا دو رخ ہیں اور دو حصے ہیں جس طر ح آدمی جا گتے ہو
ئے کھا تا ہے، پیتا ہے ،چلتا ہے محسوس کر تا ہے تکلیف کو امرا ض کو آرام ڈرتا

ہے خوف ذدہ ہو جا تا ہے کسی چیز سے مستفیض ہو تا ہے اسی طر ح خواب
میں بھی آدمی خواب دیکھ کر خوش ہو تا ہے خواب دیکھ کر ڈرتا ہے خواب میں
کو ئی چیز کھا تا ہے تو بعض اوقات ایسا ہو تا ہے کہ وہ آنکھ کھلنے کے بعد تمام
اثرات جو ہیں اس کے اوپر ہو تے ہیں خوشبو بھی آتی ہے مزہ بھی ہو تا ہے
ذائقہ بھی ہو تا ہے اور حضور قلندر بابااولیا ء نے اپنی کتاب لو ح قلم میں خواب
کا جہاں تذکرہ فر مایا ہے خواب کی جہاں تشریح فر ما ئی ہے انہوں نے ایک
بڑی مثال دی ہے اس میں کہ ایسا بھی ہو تا ہے کہ جب آدمی بالغ ہو جا تا ہے
جوان ہو جا تا ہے تو وہ خواب دیکھتا ہے اور خواب میں اس کو جنسی تلفظ
دیکھا یعنی جنسی خواب میں دیکھتا ہے تو وہ جنسی خواب دیکھتا ہے حالانکہ وہ
سو یا ہو ا ہے اس کا جسم جو ہے وہ عزم و مدم کی طر ح چا ر پا ئی پر لیٹا ہو
اہے اس کی جسم کی اپنی نہ کو ئی مدافت ہے اس جسم کی نہ کو ئی اپنی حر
کت ہے لیکن اس کے با وجود جنسی عمل پر اور بیدار ہو تا ہے تو اس پر غسل
اور اسی طر ح غسل ہو تا ہے جس طرح بیداری میں وہ عمل کر نے سے غسل
اگر خواب کی کو ئی اہمیت نہیں ہے اور سارے کام جو ہے وہ جسمانی ہی ہو
تے ہیں تو خواب میں دیکھئے ہو ئے اس کا مطلب یہ ہوا کہ خواب اور بیداری جو
ہے دونوں اپنی جگہ اہمیت رکھتے ہیں قرآن کے نقطہ نظر سے خواب میں وہ
ساراکا سارا خواب ...خوا ب کی ساری کی ساری زندگی غیب کی دنیا اور معاورا
ئی دنیا پر ہے ۔ خواب سے ہٹ کر بیداری کی زندگی ساری کی ساری بیداری کی
زندگی ہے اور غیب کی دنیا سے با ہر کی دنیا ما دی دنیا ٹا ئم اسپیس سے ما دی
دنیا محدود دنیا تو خواب جو ہے زندگی کے دو رخ ہیں انسان کے اندر اور وہ دو رخ
اس طر ح ہیں جب آدمی خواب کی حالت میں ہو تا ہے اس کیء اوپر سے ٹا ئم
اسپیس کی گر فت ٹوٹ جا تی ہے اور جب وہ خواب کے عالم سے با ہر آتا ہے تو
اس کے اوپر ٹائم اسپیس کی پا بندی جو ہے وہ عائد ہو جا تی ہے خواب سے
کسی چیز کا معلوم کر ناحدیث پاکہ سے ثابت ہے یہ جو استخارہ ہے ہم جو
استخارہ کر تے ہیںاستخارہ مسرور ہے استخارہ معلوم کر نے کا مطلب ہی یہ
ہے کہ خواب سے ہم کو ئی چیز معلوم کر تے ہیں آپ نے کچھ پڑھا پڑھ کے سو
گئے اور خواب دیکھا تو خواب میں تو آپ کو بعض دفعہ ایسا صاف خواب ہو تے
ہیں کہ آپ خود ہی تعبیر نکال لیتے ہیں ہ کہ بھئی یہ کام کر لینا بعض اوقات
ایسا ہو تا ہے کہ اس کو کسی سے پو چھناپڑتا ہے تو جس بندے آپ پو چھتے ہیں
اور جو بندہ خواب کی دنیا سے واقف ہو تا ہے خواب کے نیچر سے واقف ہو تا ہے
تو وہ آپ کو بتا دیتا ہے کہ بھئی خواب کا یہ بتا نا یہ کام کر نا ہے آپ کو یا نہیں
خواب یہ بتا رہا ہے کہ یہ کام کر نا بہت جلد اسے کر لو تو خواب کے ذریعے بہت
ساری با تیں معلوم ہو سکتی ہیں اور مستقبل کے بارے میں جس کو غیب کہا جا
تا ہے اس کے بارے میں بھی معلومات حاصل ہو تی ہیں اور یہ بات حدیث سے
ثابت ہے اس لئے کہ استخارہ کا مطلب ہی یہ ہے کہ ہمارے لئے غیب میں

مستقبل میں کیا چیزبہتر ہے وہ ہم اللہ تعالیٰ سے پو چھتے ہیں او ر اللہ تعالیٰ
خواب کے ذریعے اس کا جواب بھی دے دیتے ہیں ۔اختتام

خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

Acd 115

Track 2

Time 02:46

۲۔منت کیوں پو ری کر نا ضروری ہے ؟

منت مانگنا اللہ تعالیٰ سے ارادہ کر نے کے برابر ہے۔ منت مانگنا اس بات کی
علامت ہے کہ انبیا ء نے اللہ تعالیٰ سے جو وعدہ کیا تھا اس کو پو را نہیں کیااور
اللہ تعالیٰ کے ساتھ وعدہ خلا فی کی یا تو منت مانی نہیں جا ئے منت مانگنا
ضروری نہیں ہے لیکن اگر منت مانی جا ئے تو اسے ہر حال میں تسلیم کر نا پڑے
گا اور اس کو ضرور پو را کر نا ہو گا ۔ ایک دفعہ ایک خواب کسی صحا بہ کا آیا
حضور قلندر باباولیا ء کو میں نے خوا ب کا تذکرہ سنا یا تو انہوں نے خواب میں
بتا یا جس خاتوں نے خواب دیکھا ہے اس نے کو ئی منت ما نی تھی اور وہ بھول
گئی لہذا یا دکر کے اس منت کو پو را کر دیاجا ئے اگر وہ منت یاد نہ آئے تو حسب
استعداد زیاد ہ دہ زیادہ جتنا لوگوں کو کھانا کھلا سکے کھا نا پکا کر کھلا دے منت
جو ہے وہ اللہ تعالیٰ سے وعدہ ہے اس وعدہ کو پو را کر نا ضروری ہے اور اگر
بھول جا ئے اور یاد آجا ئے کہ میں نے کچھ منت ما نی تھی اور مجھے یاد نہیں
آرہی تو اس کی یہی صورت ہے کی استعاد میں کھا نا کھلا جا ئے جتنے آدمی جو
کھا نا کھلا یا جا ئے وہ کھا نا پکا کر اس کا ثواب حضور پاکﷺ کو پہنچا کرغر یبوں
میں تقسیم کر دیا جا ئے اور منت کا جو ہے کھانا آدمی خود بھی کھا سکتا ہے گھر
والوں کو بھی کھلا سکتا ہے دو ست احباب بھی اس میں موجود ہو سکتے ہیں
اور ایک بات منت کو پو را کر نا بر حال ضروری ہے ۔اختتام

خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

Acd 115

Track 3

Time 08:31

۳۔سچا ئی اور نیک راستوں پر چلنے والوں کے لئے دنیا قید خانہ ہے ؟

یہ دنیاسب کے لئے ایک قید خانہ ہے نیک را ستے پر چلنے والے یا برائی کے راستے پر
چلنے والے دو آدمی ہیں دو نوں کو سزا ہو جا تی ہیں دونوں کو جیل مین ڈال دیا
جاتا ہے ایک آدمی جیل کے بڑے قوانین کے مطا بق اپنی زندگی گزارتا ہے اور جیل
کے جو قانون ہیں ان کی پابندی کر تا ہے تو ایک تو یہ کہ اس کی سزا میں
تخصیص ہو جا تی ہے دوسری یہ کہ وہ جیل کے کے بنائے ہو ئے قانون کے مطا بق
اس نے زندگی گزاری ہے اس کووہاں بہت ساری رعایت مل جا تی ہے دو سرا
آدمی جو اس کا ساتھی ہے اس کو بھی جیل میں بند کیا ہوا ہے یہ دنیا وی بات
میں آپ سے عرض کر رہا ہوں وہ تقریریں ہے وہ کر تا ہے نتیجہ اس کا یہ ہو
تا ہے کہ اس کو جیل کی جو سہولتیں ہیں وہ آہستہ آہستہ کم ہو جا تی ہیں
اور مزید ا س کی سزا میں تو سیلی ہو سکتی ہے اور جب کہ ایک آدمی جو
قانون کی پا بندی کر رہا ہے اس کی سزا میں تخصیص ہو جا تی ہے تو یہ جو
دنیا ہے یہ کسی کے لئے بھی جیل کے علاوہ کچھ نہیں ہے جیل کا مطلب یہ ہو تا
ہے کہ جہاں آدمی اپنی مر ضی اور اختیار سے کو ئی کام نہ کرسکے ۔اس کو
جیل کہتے ہیں اب مثلاً آپ کاایک گھر ہے ۔ اس گھر میں آپ اپنی مر ضی سے
صبح جا ئیں شام کو جا ئیں یا چار دن تک اس گھر سے نکلیں نہیںتو وہ گھر آپ کو
یہ قانون نہیں ہو تا لیکن اگر اسی گھر میں آپ کو بند کر دیا جا ئے اور آپ پر یہ
پا بندی لگا دی جا ئے کہ بھئی ایک ہفتے تک آپ گھر سے با ہر نہیں نکلے گے باہر
پہرا لگا دیا جا ئے تو یہی گھر جو ہے آپ کے لئے جیل بھی بن جا ئے گا عذاب بھی
بن جا ئے گا حالانکہ گھر آپ کا ہی گھر کی ساری سہولتیں بھی موجود ہیں آپ
کے بچے والدین سب ہیں کیونکہ آپ کے ا وپر پا بندی لگ گئی ہے اس لئے وہ گھر
جو ہے آپ کے لئے قید خانہ بن جا ئے گا ۔اب آپ اخبار میں پڑھتے ہوں گے فلاں
آدمی کا گھر کو جیل خانہ بنا دیا ہے اور اس کو وہاں نظر بند کر دیا گیا تو یہ جو
دنیا ہے جب سے آدمی دنیا میں آیا ہے پیدا ئش سے لیکر موت کا جو وقفہ ہے ا
س میںسوائے پابندی کے کو ئی بات ہے ہی نہیں کہ آدمی اپنی مر ضی سے نہ
سانس لے سکتا ہے اپنی مر ضی سے نہ زندہ رہ سکتا ہے، اپنی مر ضی سے نہ
مر سکتا ہے ،اپنی مر ضی سے کچھ بھی نہیںکر سکتا پا بندی ہی پا بندی اب ایک
صورت یہ ہے کہ دنیا میں جیل خانہ میںآدمی قانون جو ہے اس کی پیر وی کر تا
ہے او ر اس میں وہ خوش رہتا ہے اور اس میں اسے اس بات کی امید ہو جا تی
ہے بلکہ یقین ہو جا تا ہے کہ اس جیل سے آزاد ہو نے کے بعد دو سری جگہ ہمیں
جہاں رہنا ہے وہ جیل نہیں ہو گی بلکہ آواز سکون ہو گا تو اس اطمینان اور
یقین سے زندگی گزارد یتا ہے اور خوش رہتا ہے تو اب اس دنیا میں آنے کے بعد
لوح قرآن جو ہے جو ہمارے سامنے قانون ہے ایک قانون جو ہے وہ اللہ کے
پیغمبروں نے تمام نو ع انسانی کو بتا یا ہے اور اپنی زندگی گزار کر عملاً دیکھا ہے

اور ایک قانون یہ ہے کہ ایک اللہ اور اللہ کے بتا ئے ہو ئے قانون کے احکامات کے
خلاف ہے یعنی شیطان کا را ستہ اگر کو ئی آدمی شیطانی را ستہ پر ہے تو وہ
ظا ہر ہے اس کا قید خانہ یہا ں بھی ہے اور مر نے کے بعد وہ دو سرے قید خانے
میں جا پڑے گا جیسے ہی یہ دنیا ایک قید خانہ ہے جیل خانہ ہے اسی صورت سے
دوزخ بھی ایک قید خانہ ہے اور اگر اس دنیا میں آدمی اللہ کے بتا ئے ہو ئے قوانین
کے مطا بق زندگی گزارتا ہے اور اللہ سے اس کا رشتہ قائم ہو جا تا ہے تو پھر یہ
دنیا جیل ہو نے کے با وجود بھی اس کے لئے را حت و آرام کی جگہ بن جا تی ہے
کسی کے لئے اللہ تعالیٰ کا قرآن پاک میں فر مانا ہے الاانا هو اولیا ء اللہ ...الا
خوف ... اللہ کے دو ستوں کو غم اور خوف نہیں ہو تا یعنی ایسے لوگ جو اللہ کے
بتا ئے ہو ئے قوانین کے مطا بق اپنی زندگی گزارتے ہیں اور اللہ کے قوانین پر
عمل کر تے ہیں تو ان کے ذہن سے خوف اور غم نکل جا تا ہے اور وہ اس دنیا
میں رہ کر پر سکون زندگی گزار کر دو سری دنیا میں منتقل ہو تے ہیں ۔جب
اس دنیا میں پر سکون رہتے ہیں تو دو سری دنیا جس کو مر نے کے بعد دنیا یا
عالم اعراف کی دنیا کہتے ہیں اس میں پر سکون رہتے ہیں ۔تو ان بھا ئی کا یہ
کہنا کہ صاحب نیک لوگوں کے لئے یہ جیل نہیں نیک لوگوں کے لئے جیل ہے تو جیل
تو یہ ہر حال میں جیل ہے ۔آدم علیہ السلام نے اپنے آزاد وطن جیل میںاللہ کی نا
فر ما نی کی اس نا فر مانی کی سزامیں آدم کو اس دنیا میں پھینکا گیا بھیجا
نہیں گیا دیکھئے بڑی عجیب بات ہے اس پر غور نہیں کر تے اللہ تعالیٰ نے یہ
نہیںکہا کہ'' ہم نے آدم کو زمین پر بھیج دیا اللہ تعالیٰ فر ماتے ہیں ...ثم رددنہ
اسفل سافلین ...کہ ہم نے آدم کو زمین پر پھینک دیا اسفلا سافلین ...انتہائی
گروٹ کی جگہ آدم کو پھینک دیا پھینکنے سے مر ا د یہ ہے کہ وہ جا ئز نا کا را
چیز سمجھ کر وہاں سے نکال دیا گیا ۔لیکن کیوں کہ اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے
اللہ تعالیٰ نے ساتھ ساتھ یہ بھی فر مادیا کہ بھئی تم نے ہمارے کہنے پر عمل کیا
ہمارے دو ست امر اولیا ء اللہ کی زندگی کیو دیکھتے ہو ئے اس کے مطا بق آپ نے
زندگی گزاری تو یہ تمہارا وطن ہے جنت ہم اسے پھر واپس کر دیں گے تو جو
یہاں صیحح زندگی گزارتے ہیں اس دنیا کو جیل خانہ سمجھتے ہیں اچھی زندگی
گزارتے ہیں اور جو لوگ اس دنیا کو ہی سب کچھ سمجھ لیتے ہیں وہ اس دنیا کو
جیل خانے کی بجا ئے اپنا وطن سمجھتے ہیں کیوں کہ یہ وطن تو ہے نہیں جیل
خانہ ہے اس لئے وہ یہاں بھی تکلیف میں رہتے ہیں اور مر نے کے بعد بھی ان کے
اوپر سامان جو ہے وہ نہیں کھلتے بلکہ پر یشانیوں میں رہتے ہیں ۔اب عالم
اعراف میں جا کے اور بھی عالمین ہیں حساب کتاب کا زمانہ ہے اور زمانے ہیں
اس کے بعد کیا ہو تا ہے بندے جو جو میں جا تا ہے میں نہیں جا نتا یہ تو اللہ کو
پتا ہے لیکن بر حال یہ دنیا سب کے لئے جیل خانہ ہے اور ساری نو ر انسانی یا آدم
کی اولاد جنت سے نکلی ہو ئی یہاں قیدمیں اپنی زندگی گزار رہی ہے ۔ اور قید
میں رہتے ہو ئے جو لو گ سزا صیحح معنوں میں گزار رہے ہیں قوانین کے مطا
بق گزار لیتے ہیں وہ یہاں بھی خوش رہتے ہیں اور مر نے کے بعد تو خوش رہتے

ہیں ا ور جو لوگ جنت کو بھول کر اپنے وطن کو فراموش کر کے اس دنیا کو ہی
سب کچھ سمجھ لیتے ہیںتو یہاں بھی پر یشان رہتے ہیں اور مر نے کے بعد بھی پر
یشان رہتے ہیں ۔اختتام

خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

Acd 115

Track 4

Time 10:06

٤۔کیا فر شتوں میں مستقبل بینی کی صلاحیت ہے ؟

جس طر ح قرآن پاک میں آدم کی تخلیق کا تذکرہ ہو ا ہے کہ ہم نے ا س کو
سڑی ہو ئی مٹی سے بنا یا ہے تو ظاہر ہے جتنی بھی سڑان ہو تی ہے سڑان
میں شر دونوں مبتلا ہے مطلب اب زمین کے اوپر آپ کھا د ڈالتے ہیں اس میں
سے بدبو بھی آتی ہے اور ساتھ ساتھ کھا ت کے اندر یہ صلاحیت بھی ہے کہ وہ
زمین کے ا وپر درختوں کو نشوونما دینے کا ذریعہ بنی تو یہ بات تو طے ہے کہ فر
شتے اس وقت اعصابی نظام میں تھے جوعلم آدم کو نہیں تھا اور فر شتے وہ
علوم بھی جانتے تھے اور جا نتے ہیں جو علوم جنات کو حاصل ہو ئے تو یہی وجہ
ہے کہ فر شتوں نے کہا کہ صاحب یہ'' زمین پر فساد کر ے گا خون خرابہ کر ے گا
''اور اگر آپ نے اس کو اس لئے تخلیق کیا ہے آدم کو یہ آپ کی عبا دت کر ے آپ
کی تسبیح کر ے تو اس کے لئے ہم موجود ہیں ہم برابر آپ تعریف میں آپکی
عبادت میں لگے ہو ئے ہیں ۔تو اللہ تعالیٰ نے فر شتوں کی بات سن کر یہ نہیں
کہا کہ آدم زمین پر فساد نہیں پھیلا ئے گا بلکہ اللہ تعالیٰ نے یہ فر مایا'' کہ ہم
جو جا نتے ہیں تم نہیں جا نتے''اس کے بعدجو علوم اللہ نے سیکھا ئے تھے آدم سے
کہا ہم نے جو علوم تمہیں سیکھا ئیں ہیں اس کو بیان کرو آدم نے ان علوم کو
بیان کیاتو فر شتوں نے اس بات کا اقرار کر لیا بیشک جو علوم آپ نے آدم کو
سیکھا دئے تھے سیکھا دئیے ہیں ہم نہیں جا نتے تو جب تک آدم علوم حاصل نہیں
تھے تو اس وقت آدم کی جو حیثیت تھی فر شتوں سے کم تھی آدم کو جو فضلیت
ملی فر شتوں کے اوپر تو اس کی بنیادوہ علوم ہیں جو علو م فر شتے نہیں جا
نتے تھے تو یہ بات تو طے ہو گئی کہ فر شتے بھی علوم جا نتے ہیں آدم بھی علوم
جا نتا ہے لیکن فر شتے جو علوم جا نتے ہیں آدم ان سے زیادہ علوم جانتے ہیں اور
جب فر شتے علوم جا نتے ہیں ظاہر ہے ان میں مستقبل بینی بھی ہے ان کو اس
بات کا بھی علم ہے کہ وہ فر شتے ہیں ان کو اپنی تخلیقی جو مقداریں ہیں ان
سے بھی واقف ہیں آدم کے اندر جوتخلیقی مقداریں کام کر رہی ہیں فر شتے ان

سے بھی واقف ہیں بیشک فر شتے یہ بات جا نتے تھے کہ آدم فساد کر ے گا اور
اس کی وجہ آدم کی تخلیقی عناصر اور تخلیقی مقداریں ہیجن مقداروں سے آدم
کوبنایا گیا ہے اور پیدا کیا گیا ہے اسی بنیاد پر انہوں نے کہا کہ زمین پر فساد کر
ے گا اور اسی زمین پر آدم فساد کر رہا ہے آدم کی پو زیشن ہی یہ ہے اور آدم
کی جبلت ہی یہ ہے کہ زمین پر فساد کر تا ہے اور ہر اس تر قی کا نام جو
انسان کی زندگی کو بتا تا ہے اور ہر اس ایجاد کا نام جو انسان کو پر یشانی میں
مبتلا کر تی ہے وہ او ر اس کا نام وہ تر قی رکھتا ہے ہ تو زمین پر فساد پھیلا دیتا
ہے اب آپ دیکھیں جب سے یہ دنیا بنی زمین پر فساد ہی پھیلا ہوا ہے لڑائی ،دنگا
فساد آج کے دور میں آپ دیکھ لیںسوائے اس کے یہاں قتل ہو گئے وہاں قتل ہو،
گئے ہتھیار بن گئے ایٹم بم بن گئے ہا ئیدرو جن بم بن گئے اربوں کھر بوں سنکھوں
رو پیہ اس بات پر صرف ہو رہا ہے اور اس دور میں صرف ہو رہا ہے کہ ہمارے
پہاس ایسے ہتھیار جمع ہو جا ئیں جن ہتھیاروں کی ہلا کت زیادہ سے زیادہ ہو
اور ان ہتھیاروں کی طا قت کسی دو سرے کے پاس نہ ہو اس لئے کہ جتنے زیادہ
سے زیادہ ہمارے پاس ہلا کت کے ہتھیار ہو نگے اسی منا سبت سے ہماری پو
زیشن میں اضا فہ ہو گا استعداد ہو گا اب یہ بھی تو ہو سکتا تھا کہ دو تین طا
قتیں یا پا نچ صورتیں طا قتیں اس بات میں سابقت لیجا نے کی کو شش کر تی کہ
کو ن زیادہ سے زیادہ اس فلاحی انسانی کی کو شش اورجدو جہد کر تا لیکن فلا
حی انسانی کی کو ئی جدو جہد اور کو شش نہیں کر تا یہ سب جو تھوڑا بہت
انسانوں کو آرام مل جا تا ہے اس کہی وجہ یہ ہے کہ اگر وہ اتنا بھی آرام نہ دیں
تو ان کے جو میزاج ہیں دنیا پر ست میزاج ہیںاس کی تسکین نہیں ہو سکتی اگر
وہ سارے ہی آدمیوں کو مار دیں تو ان کی تر قی جو ہے وہ بے کار ہو جا ئے گی
کہ یہ ٹیپ خر یدے گا ،ٹی وی کو ن خر یدے گا، ویسار کون خریدے گا ،ایٹم بم کو ن
خریدے گا ،بندوق کون خرید ے گا وہ تو انسانوں کو اس لئے زند ہ رکھے ہو ئے ہیں
مجبوری ہے ان کی کہ انسان زندہ رہیں ایک گروہوں ہے وہ گروہوں نے پو ری
نوع انسانی کے لئے ایک عذاب مسلط کیا ہو اہے ہاور سب جگہ فساد پھیلا ہوا
ہے اب دیکھئے آج کی تر قی کا یہ عالم ہے انہوںنے کہا کہ صاحب ایک طا قت نے
ایک بم بنایااس میں جناب اتنی ہلاکت ہے کہ ایک لا کھ آدمی مار سکتا ہے دو
سری طا قت نے کہا نہیں صاحب میرے پاس تو ایسا گو لہ ہے کہ میں ایک گو لہ
پھینک دو تین لاکھ آدمی مر جا ئیں گے ہتو چو تھے آدمی نے کہا کی صاحب میں نے
ایک ایسا ہتھیار ایجاد کیا ہے اگر میں اس کو فضاء میں پس کر دوں تو آکسیجن
ہی ختم ہو جا ئے گی پو رے شہر کے شہر ختم ہو جا ئیں گے مردے ہو جا ئیں
گیاس کا نام تر قی ہے تو یہاں زمین پر یہ جو تر قی ہے اس کا نام ہی فساد ہے
تو فر شتوں کو معلوم تھا اور فرشتوں نے یہ بات صیحح کہی کہ فساد پھیلا ئے گا
اور دیکھئے فساد پھیل رہا ہے جو لوگ اس گروہوں سے تعلق رکھتے ہیجس گر
وہوں کو اللہ تعالیٰ نے آدم کو وہ علوم سیکھا دئیے کہ آدم کا ورثہ علوم کا منتقل
ہو گیا ہے ان میں تو فساد نہیں ہے با قی رو ہر جگہ فساد ہے اللہ کے نام پر

فساد رسول اللہ کے نام پر فساد ،اقتدار حاصل کر نے کے نام پر فساد،تر قی کے نام پر فساد ،سوائے ہلا کت اور پر یشانی اور ڈپریشن اور ٹینشن کے اس دنیا میں کچھ ہے ہی نہیں تو اس سے صاف پتا چلتا ہے کہ فر شتوںکے اندر مستقبل بینی تھی اور ہے اورانہوں نے جو دیکھا وہ بیان کیا اور وہ پو را بھی ہو رہا ہے اب زمین کے اوپر جس طر ف بھی آپ دیکھیں بس ایک ہی بات ہے کہ ایسا کو ئی آلہ ایجاد ہو جا ئے کہ جس سے زیادہ سے زیادہ لوگ ہلاک ہو جا ئیں زیادہ سے زیادہ بستیا ں ویران ہو جا ئیں اس ڈر اور خوف کی بنیاد پر اس کے پاس طاقت کہلا تی ہے اور اس ڈر اور خوف کی بنیاد پر کچھ حاصل کر تا ہے ۔اختتام

خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

Acd 115

Track 5

Time 34:05

۵۔کیا انسان کشش ثقل کی وجہ سے زمین پر چلتا ہے ؟

بسم اللہ ...

مر شد کر یم حضور قلندربا با اولیا ء اس دور کے عظیم رو حانی سائنسداں ہیں اور ہزاروں سال میں پہلی کتاب ایسے منظرعام پر آئی ہے جو رو حانیت کو اللہ کی کتاب قرآن کو اور رسول اللہ کی تعلیمات کو سا ئنسی پہلو سے بیان کر تی ہے سائنسسی پہلو سے مراد یہ ہے کہ سا ئنس اس بات کو مانتی ہے جس کے پیچھے دلیل ہو اور کو ئی ایسی بات جو چھان بین کے ذریعے مشا ہدے میں آجا ئے اور ویجن بن جا ئے اور اس ویجن کا تعلق فا رمولوںسے ہو اور ایک دو سرے کے جذبات سے ہو کتا ب لوح قلم جن لوگوں نے پڑھی ہے حضور قلندربابااولیا ء کی تصنف ہے اسا میں انہوں نے قرآنی فا رمولوں کو قرآن میں بیان کر دہ تخلیقی فا رمولوں کو زمین وآسمان کی ساخت کو جنات اور فر شتوں کی تخلیق کو نہایت دلیل کے ساتھ واقع تفہیم کے ساتھ بیان کیا ہے ابھی لو ح قلم کتاب کو چھپے ہو ئے تین سال ہی ہو ئے ہیں یہ کتاب یورپ میں سائنسٹیس حضرات نے اٹھا لی ہے اور بر طا نیہ میں اسکا ئولینڈمیں اور دو سرے یو رپی علاقوںمیں اس کتاب پر ریسرج ہو رہی ہے ہجہا ں تک کہ جو سائنٹس تیس تیس سال سے پیدا ئش کے عمل پر ،تخلیق کے عمل پر یعنی عمل کر ریسرج کر رہے ہیں انہو ں نے بھی اپنی کتاب لوح قلم کو اپنی ریسرچ میں شاملکر لیا ہے اب یہ کام ااگے کیسے بڑھے گا کیا صورت ہو گی یہ تو اللہ جانتا ہے لیکن یہ تو بہت بڑی بات ہے کہ پست مندہ ملک سے اردو میں لکھی ہو ئی کتاب سائنٹس پڑھتے ہوں اور اس پر غور کر تے ہوں اور بر سوں کی ریازت کے بعد انہوں نے جو کچھ ایجاد کیں ہیں ان ایتجادات

کو وہ ان کتاب سے پڑھتے ہیں یہ بہت ہی بڑااللہ کا کرم ہے اور انعام ہے اور
اس سے اندازہ ہو تا ہے کہ ایک وقت ایسا بھی آئے گا جیسے کہ حضور قلندر
باباولیا ء نے کتاب کے آخری میں فر مایا ہے ایک وقت ایسا ضرور آئے گا کہ نو ع
انسانی کو مجبو را ً قرآن کی طر ف رجوع کر نا پڑے گا نو ع انسانی کے پاس ایسا
چارہ کار نہیں رہے گا کہ وہ قرآن کو نظر انداز کر سکے مجبو راً اسے قرآن سے
رجو ع کر نا ہو گا ہ اور قرآن سے رجوع کر نے کا جو سلسلہ ہے وہ جب ہی ہو
گا جب ان کے سامنے ایسا علم ہو گا جو سائنسی نقطہ نظر سے قرآن کے علوم
کو پیش کر تا ہے اور لو ح قلم کتاب ایسی کتاب ہے جو ساسری کے ساری
سائنسی فارمولوں پر بنی ہو ئی ہے یہ سوال کہ آؤدمی زمین پر پیروں کے بل
نہیں چل رہا بلکہ آسمان میں ترا روں سے باندھا ہوا پنہ الٹا لٹک ہوا ہے یہ بات
بھی لو ح وقلم میں حضور قلندر باباولیا ء نے تحریر کی ہے اور اس کی کافی اس
میں وضا حت ہے ہاب یہ صورت کہ انسان زمین پر چل رہا ہے، کھا رہا ہے ،پی
رہا ہے خوش ہو رہا ہے زمین پر غمگین ہو رہا ہیء سو رہا ہے جا گ رہا
ہے ہما دی آنکھ ہمیں نظر آتی ہے لیکن جب ہم سوو بچار کر تے ہیں تو ہر وہ
آدمی جس کو ذراہ سا بھی رو حانیت سے شرف ہے جس کے اندر ذرہ سی بھی
سوچ وبچار اور تفکر کی صلاحیت ہے جو بندہ تھوڑا سا بھی غور کر تا ہے کہ ا
نسا ن کی زندگی بچپن ،لڑکپن ،بو ڑھا پا اور مر نا کیا چیز ہے تو اس کے سامنے
قدرت یہ راض منکشف کر دیتی ہے یہ ہمارا یہاں کا چلنا پھر نا یہ ہمارا گو شت
پو ست سب عارضی ہے اور فنا ہو نے والا ایک عمل ہے ایک تسلسل ہے جو فنا
ء کے اوپر چل رہا ہے آدمی پیدا ہو تا ہے فنا ہو تے ہو تے بو ڑھا ہو جا تا ہے اور
جب بو ڑھا پے پر بھی فنا وارد ہو جا تی ہے تو آدمی مر جا تا ہے جب ہم انسانی
ساخت کا اور دو سری مخلوقات کی ساخت کا تذکرہ کر تے ہیں اور اس پر فکر
کر تے ہیں تو یہ بات ہر آدمی جانتا ہے کہ کسی دنیا میں ہم رہتے ہیں انسان
بھی بستے ہیں جنات بھی اس دنیا پر آباد ہیںفر شتے بھی موجود ہیں اب ظا ہر
ہے جب ہم جنات کا اور فر شتوں کا قصہ بیان کر تے ہیں تو وہاں گر یوٹی زیر
بحث نہیںآتی ہےہر آدمی اس بات کو سنتا ہے اپنے بزرگوں سے اس کا یقین ہو تا
ہے کہ جنات میں ایسی صلاحیت موجود ہے کہ وہ دیوار میں سے پار ہو جا تے
ہیںاسپیڈ کا ان کا یہ عالم ہے کہ جو انسان گھنٹوں میں سفر کر تا ہے جنات
جو ہیں وہ منٹوں اور سیکنڈوں میں سفر طے کر لیتے ہیں کچھ لوگ تو یہ بھی
کہتے ہیں کہ جنات کا جو سفر ہے وہ ہوا کی رفتار سے بھی زیادہ ہے تو ظاہر
ہے انسان کی ساخت اس میٹر سے ہو تی ہے جس میٹر سے انسان بنا ہے اگر
انسان کے اندرکشش ثقل اور گر یوٹی ہے اگر جنات کے اندربھی یہ کشش ثقل
اور گر یوٹی ہو تیتو جنات اور انسان ایک صفت میں کھڑے ہو تے نہ کو ئی جن
دیوار میںسے پار ہو سکتا تھا اور نہ کو ئی جن کی رفتار انسانی رفتار سے زیادہ
ہو تی ہےجنات کے بعد جب فر شتوں کا تذکرہ آتا ہے تو سب جانتے ہیں کہ فر
شتوں کی جو صلاحیت ہے وہ ایک نوری مخلوق ہے اور وہ اس کی اسپیڈ بھی

رفتار بھی نو رانی رفتار ہے جیسے کہ ہر پڑھا لکھا آدمی اس بات کو جانتا ہے
کہ یہ رو شنی کی رفتار ہے دو لاکھ بیاسی ہزار میل ہے یعنی روشنی ایک سیکنڈ
میں دو لا کھ بیاسی ہزار دو سو بیاسی میل جو ہے۷ سفر کر لیتی ہے ایک لاکھ
بیاسی ہزار ایک لاکھ چھیا سی ہزار دو بیاسی میل سفر کر تی ہے ۔آج ذارہ
طبیعت ٹھیک نہیں ہے ۔اب اس کا مطلب یہ ہو اکہ اگر کو ئی مخلوق رو شنی
سے بنی ہو ئی ہے روشنی تخلیق ہو ئی ہے تو اس کی اسپیڈ بھی جو ہے ڈیرھ
لاکھ ہوگی ۔جب کہ کو ئی انسان بشر جیسے اکثر لوگ بیٹھے ہیں اس رفتار کا
کسی بھی بھی طر ح تصور نہیں کر سکتے ۔اس کو حضور قلندربابااولیا ء نے جب
لوح و قلم میں بیان کیا اور سائنٹس حضرات کی توجہ اس طر گف مقبول ہو ئیتو
انہوں نے فر مایا کہ یہ جو فارمولا ہے اسپیڈ کااور ایک فا رمولا ہے تخلیق کا یہ
قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے بیان کر دیا ہے ۔تیسرے پار ہ میں سورہ اعلیٰ میں
اللہ تعالیٰ فر ماتے ہیں بسم ربک اعلیٰ ا لذی خلق ... اللہ تعالیٰ فرما تے ہیں کہ
کائنات میں جتنی بھی مخلوقات ہیں جو تخلیقی فا رمولے یا تخلیقی عوامل کامل
کر رہے ہیں وہ مقداروں سے بنے ہو ئے ہیں ہر مخلوق کی ایک لمیٹیشن ہے اس
کی مقداروں کے ساتھ اب آپ یہ دیکھئے کہ زمین پر آپ جب غور کر تے ہیں تو
زمین پر بے شمار مخلوقات ہیں جو ہماری مادی بھی آنکھیں بھی دیکھتی ہیں اور
ہمارا دماغ اور ذہن بھی اس کومحسوس کر تا ہے ان سب کی جو تخلیقی جو
صلا حتیں ہیں یا جس طر ح ان کے تخلیق ہو نے کا عمل ہے وہ تو ایک ہے لیکن
جب پیدا ہو تے ہیں تو ان کی شکلیں مختلف ہو تی ہیں مثلاً آپ دیکھیں ایک بکر
ی ہے جب ہم بکر ی کی پیدا ئش کا تذکرہ کر تے ہیں تو انسان کی پیدا
ئش ،بھیڑ کی پیدا ئش ، بھنس کی پیدا ئشاونٹ کی پید ائش تو عمل یکساں ہے
طر یقہ کار ایک ہے تو بکری کے پیٹ میں بھی بچے نشو ونما پا تا ہے ،اونٹ کے
پیٹ میں بھی بچہ نشو ونما پا تا ہے اورماں کے پیٹ میں بھی بچہ نشو ونما پا تا
ہے انسان کے پیٹ میں پیدا ئش کا جو طر یقہ کار ہے وہ بھی ایک ہی ہے اس
میں بھی کو ئی فرق نہیں ہے لیکن بحیثیت مخلوق کے جب تخلیق ہو تی ہے تو
صورت اور شکل الگ الگ ہو تی ہے یعنی مخلوق کی مقداریں الگ الگ ہیں یعنی
اب دیکھئے بھیڑ اور بکری ایک جیسے ہی جانور ہو تے ہیں کو ئی خاص فر ق تو
نہیں ہو تا ایک ہی نسل کے دو جا نور ہیں بھیڑ اور بکر ی لیکن کبھی ایسا نہیں
ہو ا کہ بھیڑ کے پیٹ سے بکر ی پیدا ہو ئی ہو کبھی ایسا نہیں ہو اکہ کبھی بکر
ی کے پیٹ سے بھیڑ پیدا ہوئی ہو ۔کتا بھیڑیااور ایک ہی نسل کئے لوگ ہیں چھوٹے
بڑے ہو نے میں فر ق ہے لیکن ایک ساتھ کسی کو پتا نہ ہو کہ وہ بھیڑیا ہی کہے
گا لیکن تا ریخ میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کتا اور بھیڑیا الگ الگ ہی پیدا ہو ئے
ہیں ۔اسای طر ح جتنی بھی آپ تجربے کر یں مثلاً پر ندے ہیں ان کے انڈے یکساں
ہو تے ہیںپیدا ئش کا عمل جو ہے ہ بھی ایک سا ہے اس کے اوپر بیٹھتے ہیں اس
کو سہتے ہیں اس کو گر می پہنچاتے ہیں دنوں کا تعین ہے دنوں کے تعین کے بعد
اللہ تعالیٰ کے عمل کے تحت بچے انڈے میں سے نکل آتا ہے لیکن کبھی کسی نے

نہیں دیکھا کہ کبھی کسی کبو تر کے انڈے،کبھی کسی نے دیکھا کہ کوئے کے انڈے
سے طو طا پیدا ہو تا ہے ۔کیوں ...؟اس لئے کہ مقداریں الگ الگ ہیں ...بسم
ربک الذی...پاک اور بلند مر تبہ ہے وہ ذات جس نے تخلیق کیا معین مقداروں کے
ساتھ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ تخلیق جو ہے یہ مقداروں سے ہے اگر مقداریں
ایسی ہیں جن میں کہیں زیادہ ہے تو وہ چیز بھا ری ہو گی لیکن اگر اسی دنیا
میں مقداریں اگر لطیف ہیں مثلاً کبو تر پیداہو تا ہے کبو تر اسی دنیا میں پیدا ہو
تا ہے با جرہ کھا تا ہے دانہ چو گتا ہے وہی جو انسان کھا تے ہیں کبو تر بھی کھا
تا ہے ۔جو پا نی انسان پیتا ہے وہی پا نی کبو تر بھی پیتا ہے ۔لیکن کبو تر کی
ساخت میں جو مقداریں کام کررہی ہیں ان میں لطافت زیادہ ہے انسان کی
نسبت سے لہذا کبو تر اڑ جا تا ہے آسمانوں میں اڑتا پھر تا ہے اور انسان نہیں
اڑتا ہے یہ دنیا وی صورت حال ہے۷ مثلا ً بکر ی ہے حضور قلندر باباولیا ء نے یہ
مثال لو ح و قلم میں بھی دی ہے اب بکر ی ہے بکر ی اور شیر ساختی اعتبار سے
آپ یہ کہہ سکتے ہیں رنگ رو پ الگ ہے جسم الگ ہے لیکن جس طر ح بکر ی
کی چار ٹانگیں ہو تی ہیں اسی طر ح شیر کی بھی چار ٹانگیں ہو تی ہیں جس
طر ح دو کان بکر ی کے ہو تے ہیں اسی طر ح شیر کے بھی ہو تے ہیں مقداروں
میں فرق کی وجہ سے پو ری تا ریخ انسانی میں کو ئی ایک مثال ایسی نہیں ملتی
کہ شیر نے پتے کھا ئیں ہوں اور بکر ی نے کسی آدمی کا گو شت کھا یا ہو یا
کسی جانور کا گو شت کھا یا ہو کیوں ؟کیا بات ...چار پیر شیر کے بھی ہیں، چار
پیر بکری کے بھی ہیں ،دو کان بکری کے بھی ہیں،دوکان شیر کے بھی ہیںوہ بھی
اسی طر ح دیکھتا ہے آنکھوں سے جس طر ح بکر ی دیکھتی ہے لیکن مقداروں
میں فر ق کی وجہ سے اس کا جسم بھی الگ ہوگیا اس کی جو فکر ہے وہ بھی
الگ ہو گئی مثلاً مشہور ہے شہر کسی کا جھوتا نہیں کھا تا اب کواکسی کا
جھوٹا چھوڑ تا ہی نہیں ہے گو شت کھا تا ہے شیر لیکن چھوٹے جانور کا گوشت
شیر کبھی نہیں کھا تا تو یہ جو فر ق جو ہے یہ مقداروں کا ہے یہ سب... ربک
الذی اعلیٰ ...پاک اور بلند ہے وہ ذات جو مختلف نوعیں پیدا کر تی ہے اورنوع کے
افراد پیدا کر تی ہے لیکن ہر نوع کی مقداریں الگ الگ ہیں ۔تو اگر لطیف
مقداریں ہیں انسان کے اندر یا کسی بھی شئے کے اندر موجود ہیں تو کشش ثقل
جو ہے وہ ٹوٹ جا ئے گا ۔اور اگر انسان کے اندر لطیف مقداریں کم ہیں تو
کشش ثقل پیدا ہو جا ئے گا ۔اب آپ یہ دیکھیں ہر انسان اس بات سے واقف ہے
کہ اسا کے اندر کشش ثقل ہے بھی اور کشش ثقل نہیں بھی ہے مثلا اب آدمی
اپنی زندگی میں خواب بھی دیکھتا ہے جو آدمی خواب دیکھتا ہے تو وہ یہ دیکھتا
ہے میں اڑ رہا ہوں تو بہت بڑا سمندر ہے دریا ہے اس کے اوپر ایسے ہا تھ
اوپر کی طر ف جا تا ہے تو وہ یہ بھی دیکھتا ہے کہ میں ابھی یہاں سو یا ہوں
وہ کرا چی میں وہاں داتا صاحب کے یہاں بیٹھا ہوا ہوں سلام پڑ رہا ہوں یا
خواجہ غر یب نواز رحمتہ اللہ کے سامنے حاضر ی دے رہا ہوں یا رسو ل اللہﷺ کے
دربار میں حاضری دے رہا ہوں ۔دیکھتے سب ہیں اللہ کا بڑا کرم ہے مسلمان

سب یہ دیکھتے ہیںتو اب یہ دیکھیں کہ جب وہ خواب دیکھ کر رسول اللہﷺ کے
دربار اقدس سے واپس آتا ہے تو کبھی اس کے ذہن میں یہ بات نہیں آتی کہ یہ
کو ئی خواب ہے کو ئی خیال ہے کو ئی دھو کہ ہے میں نے نہیں دیکھا تو اس کا
یہ یقین ہو تا ہے اور اس طر ح یقین ہو تا ہے کہ جب وہ بیدار ہو تا ہے تو اس
طر ح اس کے رو ئے رو ئے سے خوشی ظاہر ہو تی ہے اور اپنے آپ کو وہ سعید
بیان کر تا ہے اور وہ خواب بیان کرتا ہے کہ میں نے تو یار اتنا بڑا گناہ گار آدمی
مجھے تو رسول اللہﷺ کی حاضری ہو گئی بھئی تو اگر وہ ایک ہزار آدمی سے یہ
بات بیان کر تا ہے تو ایک ہزار آدمی تو ہر آدمی اللہ مبارک کر ے یہ تو بڑا سعید
آدمی ہے مقصد یہ ہے کہ کشش ثقل سے آزاد ہو کر انسان بھی سفر کر تا ہے
اور کر تا رہے گا ہر آدمی کے مشا ہدے میں یہ بات آتی ہے کہ اور وہ اتنی یقینی
بات ہے کہ اس کے ذہن کے کسی بھی پو شے میں یہ بات آتی ہی نہیں ہے کہ
میں نے غلط دیکھا آج بھی آنکھوں سے دیکھ کر یہ غلط خوشی میں پڑ جا تا ہے
کہ شا ید میں نے غلط ہی دیکھا ہو بھئی کیوں کہ جب اس قسم کا واقعہ پیش
آتا ہے جو رو ح سے متعلق ہو تا ہے اس کے ذہن میں شک وشبہ نہیں آتا اور نہ
ہی اس کے جو دو سرے دو ست ہیں احباب ہیں رشتے دار ہیں جو ان نے وہ
تذکرہ کر تا ہے ان کے سمجھ میں بھی شک وشبہ نہیں وہ بھی کہتے ہیں کہ بڑے
نصیب والے ہو بھئی اللہ مبار ک کر ے اللہ ہمیں بھییہ سعادت نصیب ہو ےتو اب
اس کا مطلب یہ ہوا کہ جب ہم انسان کا تذکرہ کر یں گے ساخت کا تو اب یہ
کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جس ساکٹ پر پیدا کیا ہے اس ساخت میں
دو مقداریں بنا ئیں ہیں ایک مقدار وہ ہیں جو اللہ کے قانون کے مطابق جو انسان
کو اگر یوٹی میں بند رکھتی ہیں اور ایک مقداریں وہ ہیں جو انسان کو گر یوٹی
یا کشش ثقل سے آزاد کر تیں ہیں ہتو جب کو ئی بندہ کشش ثقل سے آزاد ہو جا
تا ہے تو ظاہر ہے اس کی حیثیت وہ نہیں رہتی جو کشش ثقل کی پا بندی میں
ہے تو ایک دنیا داری کی بات ہو ئی اب صورت یہ ہے کہ انسان پیدا ہو نے سے
پہلے کہیں تھا یہ ماننا ہی پڑ تا ہے کہ پیدا ہو نے سے پہلے انسان کہیں تھا ہاسی
لئے ما ننا پڑتا ہے کہ ہمارے سامنے یہ تجر بہ ہے کہ مر نے کے بعد انسان کہیں چلا
جا تا ہے جب کہیں چلا جا تا ہے تو کہیں سے آیا بھی ہے یہ جانا غیب ہو جانا پھر
واپس نہ آنا لوگوں کی نظروں سے اس طر ح چھپ جا نا کہ با وجود وہ
کوششوں سے نظر نہیں آتا تو اس کے باوجود وہ سلامت ہے کہ جب انسان اتنی
عمر گزار کر ساٹھ سال ستر سال سو سال کی عمر گزار کر غیب ہو جا تا ہے
اور غیب بھی کیسے ہو تا ہے ہم خود اس کو گڑھے میں ڈال آتے ہیں اپنے ہا تھو ں
سے نہلا دھو لا کر گڑھے میں ڈال آتے ہیں ایسا نہیں ہو تا ہے کہ ایک دم غائب ہو
گیا کہیں نے اس کو نہلا ئیں گے دھو لا ئیں گے اس کی نماز پڑھیں گی اس کے لئے
دعا ئے مغفرت کر یں گے اس کے چا ہنے والے اس کے عزیز و اقارب ہے اس کو وہ
قبر ستان لیجا ئیں گے وہاں پر وہ بڑی اہتمام کے ساتھ بڑے عزت کے ساتھ بڑے
احترام کے ساتھ جس میں انسانی احترام شامل ہے قبر میں سو لا دیں گے اور

کچھ دن بعد قبر کھول کے دین گے تو وہاں کچھ بھی نہیں ہے وقت گزارنے کے
ساتھ ساتھ نہ وہاں گو شت ہو تا ہے نہ وہاں ہڈی ہو تی ہے لیکن اس انسان
ہو نا اس طر ح پھر ثابت ہے کہ انسان انسان کو پھر دیکھتا ہے ہکہ جی میں
اپنی اماں کو دیکھ رہا تھا وہ بڑی پر یشان ہیںتو آپ ایک بزرگ سے کہیں میں نے
انی اماں کو دیکھا وہ بہت پر یشان تھیں تو بزرگ کہیں گے وہ تمہاری اماں ہے
تم بڑی خدمت کرو اپنی والدہ کی کہ کچھ پڑھو انہیں کچھ بھیجو کھا نا پکا ئو تو
آپ کھا نا بھی پکا تے ہیں ایصال ثواب بھی کر تے ہیں قرآن شریف بھی پڑھتے
ہیں جو بھی کر سکتے ہیں تو کو ئی کہتا ہے میں نے اپنے ابا کو دیکھا وہ تو بہت
خوش تھے بڑے صحت مند تھے بڑا اچھا لباس تھا توآپ اس بات کو جھٹک دیں کہ ابا
مر گئے مجھے کیوں دیکھ رہے ہیں ختم ہو گئے فنا ہو گئے نہیں آپ کو یقین ہی
ہو تا ہے کہ میں نے اپنے باپ ہی کو دیکھا ہے اور جب آپ اپنے باپ کو خوش
دیکھتے ہیں تو آپ کے اندر ایک خوشی کی لہر بھی موجود ہو تی ہے کہ میرے ابا
ٹھیک ہیں جی آپ کسی بزرگ سے پو چھتے ہیں تو وہ بھی کہتے ہیں اللہ مبارک
کر ے بھئی وہ اچھی جگہ گئے تو اس کا مطلب ہے اچھی جگہ گئے تو اچھی جگہ
سے آئے بھی ہو نگے ایک آدمی پیدا ہو تا ہے اس کا کہیں وجود ہی نہیں ہے پیدا
ہو جا تا ہے نہ بھئی کہیں سے آیا ہے نہ بھئی ...تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ
انسان جو یہاںاس دنیا مین پیدا ہو ا وہ کہیں سے آیا ابھی اس جگہ کا پتا نہیں وہ
کہاں سے آیا اب اس دنیا میںآنے کے بعداس کے اوپر یہ راز کھلا کہ انسان کے اوپر
جو رفتار ہے یہ سفر کر نے کی جو سفر کر نے کی جو رفتار ہے وہ دو طر ح ہے
ایک تو محدود ہے ایک لامحدود ہے ہاور ایک اس طر ح محدود ہے کہ وہ چا ر پا
ئی پر بیٹھا ہوا ہے اور وہ اپنی چا ر پا ئی سے دو سری چا ر پا ئی پر جا نا چا ہتا
ہے جو برابر میں بیچھی ہو ئی ہے وہ مجبور ہے کہ چا ر پا ئی سے اتر ے دو دقدم
زمین پر رکھے دو قدم اٹھا ئے ہ اس کی مجبوری ہے کہ اتنا زمین کا فا صلہ طے
کرے اور زمین کے فا صلے میں کچھ وقت بھی لگا ئے چا ہے وہ ایک سال ہی کیوں
نہ ہو ہمثلاً آپ یہاں سے مراقبہ ہال تشریف لے جا تے ہیں یہ آؤپ کی مجبوری
ہے کہ زمین پر چلیں اور یہ بھی مجبوری ہے کہ زمین پر آپ نے دو سو قدم اٹھا
کر مرا قبہ ہال پر رکھیں ہیں تو اس زمین پر قدم رکھنے کے ساتھ ساتھ دو سو
قدم اٹھا نے پر کچھ نہ کچھ وقت تو لگے گاہتو اس کا مطلب یہ ہوا کہ انسان
ٹائم اسپیس زمانیت اور مکا نیت کا ہے جب تک زمانیت اور مکا نیت کو وہ
استعمالہ نہیں کر ے گا تو وہ اس وقت تک چل نہیں سکتا اگر وہ یہاں سے
وہاں وضو کر نے جا تا ہے تو وہ دس قدم اٹھا ئے تو اس کا مطلب ہے دس قدم
اٹھا نا اسپیس ہے مکا نیت ہے ہلیکن یہاں سے وہاں تک دس قدم اٹھا نے میں
جووقت لگا وہ ٹائم ہے یعنی زمانیت ہے ہتو انسان مجبور ہے اس کی ساخت ہی
یہ ہے کہ وہ مکانیت اور زمانیت میں بند رہے اس مکا نیت اور زمانیت میں بند
ہو ئے بغیر اس گو شت پو ست کے جسم میں رہے ہاب دو سری صورت یہ ہے
کہ گو شت پو ست کا جسم سو رہا ہے ساکت ہے اب اس کے اندر سے ایک اور

انسا ن نکل رہا ہے اب اس انسان کی اتنی رفتار ہے اسپیس بھی ہے زمانیت
بھی ہے زمانیت بھی ہے مکا نیت بھی ہے اسپیس بھی ہے ٹائم بھی ہے ۔لیکن اس
کی رفتار اتنی تیز ہو جا تی ہے کہ وہ ایک لمحے میں یہاں سے مدینے پہنچ جا تا
ہے۔ تو دو شکلیں بن گئیں ایک یہ کہ جب انسان اس دنیا میں پیدا ہو تا ہے تو
کہاں سے آتا ہے اور جو اس دنیا میں پیدا ہو تا ہے اس کے اوپر مکانیت اور
زمانیت کی پا بندی لا زم ہے ۔یہ مقدار کاایک عمل ہو گیا ۔دو سری صورت یہ
ہے کہ آدمی سو گیا اس کا جسم ساکت ہو گیا کچھ پتہ نہیں چلا ماورائی کا اب
وہ جسم کے اندر سے نکلتا ہے بیت اللہ شریف بھی جا تا ہے تواف کر کے واپس
آجا تا ہے معلوم ہوا کہ واپس آگیا تو ظا ہر ہے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے اندر
ایسی صلاحیت بھی موجود ہے جو اگر آپ اس صلاحیت کو بیداری میں منتقل کر
لیاور بیداری میں اس کو منتقل کر کے استعمال کر لیں تو آپ خواب میں ایک
سیکنڈ کے اندر بیت اللہ شریف سے ہو کر واپس آجا تے ہیں اس طر ح بیدار ہو
تے ہوئے بھی ایک سیکنڈ کے اندر بیت اللہ جا کر واپس آسکتے ہیں۔ ریکارڈنگ
خراب

خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

Acd 115

Track 6

Time 12:49

٦۔کیا سچے خواب ہمارے اوپر مستقبل کا انکشاف کر تے ہیں ؟

پرا ئڈ ایک جملہ ہے نفسیات کا ایک سائنس داں ہے اس نے خواب کے اوپر بہت
کچھ لکھا ہے اور جتنے بھی ہمارے یہاں پڑھے لکھئے لوگ ہیںانگر یزی پڑھے لکھے
لوگ وہ پرائڈ کو ہی جا نتے ہیں خواب کا یہاں کو ئی تصور ہی نہیں پہے پرائڈ
وہ الگ ایک بحث ہے لیکن وہ جب خواب کا   نے کیا لکھا خواب کو کیا سمجھا
واقعتا خواب کا تذکرہ کر تے ہیں اور خواب پر غور کر تے ہیں تو خواب ایک ایسی
ہی حقیقت ہے جیسے ہمارا زندہ رہنا حقیقت ہے اور اس لئے بھی حقیقت ہے کہ
اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن پاک میں بڑی وضا حت کے ساتھ بیان فر ما یا حضرت
یوسف علیہ لسلام کا خواب اے میرے باپ میں نے خواب دیکھا ہے رات کو چا ند
سورج اور گیارہ ستا رے مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔حضرت یقوب علیہی السلام
نے اس تعبیر میں فر مایا کہ اے میرے بیٹے یہ خواب اپنے بھا ئیوں کے سامنے بیان
مت کر نا لیکن بھا ئیوںنے یہ خواب سن لیا تو پھر آپ نے سارا واقعہ حضرت یو
سف کا واقعہ ہے کہ بھا ئی لے گئے وہاںان کو فروخت کر دیا یا کنواں میں ڈال دیا
ایک بھیڑ کا بچہ پکڑا اور اس کو ذبح کیا اور لا کر با پ کو دے دیا کہ بھیڑیا کھا گیا

پھر وہ اللہ تعالیٰ کا عظیم وکر یم ایک نظام ہے اس کنواں میں کچھ لوگ آئے
انہوں نے بچے کو نکالا اور پھر وہ فروخت ہو ئے پھر ذولخاء کا قصہ ہو ایہ ہوا وہ
ہو ا وہ قید میں چلے گئیاب قید میں دو اور قیدی تھے ایک ساقی تھا بادشاہ تھااور
ایک مقبک کا دارودا تھا جو روٹی پکا کر تا تھا وہ بھی کسی جرم میں قید میں بند
تھے۔ان دونوں نے خواب دیکھا ساقی نے خواب دیکھا کہ میں انگور نچوڑ رہا ہوں
اور بادشاہ کو پلا رہاہوں۔ داروخااحمد بخت نے یہ خواب دیکھا کہ میرے سر پر
روٹیاں رکھی ہیں اور اس میں سے پر ندے نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں اب ان دونوں
نے جو خواب دیکھئے بغیر حیرت ناک خواب تھے اب دونوں نے تذکرہ پر تذکرہ کیا تو
آپس میں یہ بات ہو ئی کہ یہ جو یوسف ہیں یہاں یہ بڑے اچھے نیک آدمی ہیں
بزرگ آدمی لگتے ہیان سے خواب بیان کرو ۔جب انہوں نے خواب بیان کیا حضرت
یوسف علیہ السلام نے بیان کیا کہ جو انگور نچوڑ رہا ہے جس نے اپنے آپ کو
انگور نچوڑتے ہو ئے دیکھا ہے وہ بری ہو جا ئے گا اور جس آدمی نے یہ دیکھا ہے
سر پر رو ٹی رکھی ہوئی ہے اسے جانور نوچ رہے ہیں چیل کوئے اس کوپھا نسی
ہو جا ئے گی کچھ عرصے بعد یہی ہوا جو ساقی تھاوہ مقدمے سے بری ہو گیا با
عزت اور جو دارومدبختۓ تھا اسے پھا نسی دے دی گئی ۔ اور اس کا جو گو شت
تھا وہ چیل کو ئے کھا گئے ۔جب یہ بحال ہوا اپنے منصب پر دو بارہ بحال ہوا بری
ہو گیا اسی عرصے میں ایک با دشاہ نے بھی خواب دیکھا جس کو قرآن پاک میں
بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے بادشاہ نے ایک خواب دیکھا اور با دشاہ نے خواب
دیکھا کہ ایک مر یل گا ئے اور ایک موٹی تازی گا ئے ہے ساتھ سوکھی با لیں ہیں
اور ساتھ ہر ی با لیں ہیں گیہوں کی جو گا ئے ہے مر یل کمزور وہ طا قت ور گا
ئیوں کو کھا رہی ہیں ۔اور جو خشک بالیں ہیں گندم کی گیہوں کی وہ ہر ی کو
کھا رہی ہیں ۔با دشاہ نے جب یہ خواب دیکھا تو وہ بہت پر یشان ہوا اور
جتنایہاں کے دانشور تھے ۔نجومی تھے ان کو بلا یا اور ان کے سامنے اپنا خواب بیان
کیا تو سب نے اتفاق را ئے سے یہ کہاکہ یہ خواب نہیں یہ پر یشان خیال ہے لیکن
با دشاہ کو اطمینان نہیں اس بات کا تو ساقی نے کہا کہ صاحب وہاں ایک بزرگ
ہیں حضرت یوسف علیہ السلام انہوں نے اس طر ح اس طر ح خواب کی تعبیر
بتا ئی تھی اور وہی ہوئی قصہ مختصر یہ ہے کہ خواب حضرت یو سف علیہ
السلام تک پہنچا اوربا دشا ہ نے کہا تو انہوںنے اس کی تعبیر میں یہ فر مایا کہ
ساتھ سال تمہارے یہاں خوب کھیتی باڑی ہو گی اور ساتھ سال قید پڑ جا ئے گا
اور ایسا ہی ہوا تا ریخ بتا تی ہے کہ ایسا ہی ہوا ۔اب دیکھئے اب صورت حال یہ
ہے کہ خواب ایک پیغمبروں کے ہو تے ہیں خواب اولیا ء اللہ کے ہو تے ہیں ۔
خواب متقی لوگوں کے ہو تے ہیں ۔ خواب نیک لوگوں کے ہو تے ہیں ۔ تو اس کا
مطلب یہ ہے کہ خواب کی کو ئی پیغمبری نہیں ہے اگر تخصیص کا خواب ہو تو
اسی کی تعبیر ہو تا ہے ۔ساقی کے خواب کی بھی تعبیر نکلی، دارومدبختۓ کے
خواب کی بھی تعبیر نکلی اوربا دشاہ کے خواب کی بھی تعبیر نکلی اور بادشاہ
یہ بتا بھی کو ئی مسلمان تو تھا نہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ

رہتے ہیں کہ خواب مستقبل کی نشاندہی کر تا ہے ہر انسان جو خواب دیکھتا ہے
اس خواب میں اس کا مستقبل چھپا ہوا ہو تا ہے جب عزیزمسری نے خواب دیکھا
تو اس کے خواب میں یہ مستقبل چھپا ہوا تھا ساتھ سال کھیتی باڑی ہو گی اور
ساتھ سال قید پڑے گا یعنی عزیز مسری کے خواب میں چو دہ سال کامستقبل کا
انکشاف تھا ۔ اور جب ساقی نے خواب دیکھا تو وہ اس مستقبل کی نشا نی تھی
کہ تم بر ی ہوکر بحال ہو جا ئو گے اور دارومدبخت نے خواب دیکھا اور اس میں
یہ بات تھی کہ آپ پھا نسی پر لٹک جا ئو گے ۔یعنی کہ ان سارے خوابوں میں
مسلمانوں کے مستقبل بھی زیر بحث آتے ہیں ۔جب حضرت یوسف علیہ السلام
نے خواب دیکھا اس کے بارے میں بھی حضرت یقوب علیہ السلام نے فر ما یا اپنے
بھا ئیوں سے یہ خواب نہیں بیان کر نا پھر بھی دیکھئے کہ حضرت یقوب علیہ
السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کے مستقبل کو حضرت یو سف علیہ السلام
کے خواب میں دیکھ لیا اور جو اندیشہ تھا حضرت یقوب علیہ السلام کو وہ پو را
ہو گیا ۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خواب ...خواب دیکھاکہ میں اپنے بیٹے کو
ذبح کر رہا ہواس خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہزاروں ہزاروں
ہزاروں مستقبل دیکھ لیا اس خواب کو دیکھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے
اپنے بیٹے کے گلے پر چھری پھیر دی اور مستقبل رو شن ہو گیاایسا مستقبل روشن
ہو گیا لاکھوں نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور انتہاء یہ ہے کہ اللہ کا
محبوب رسول اللہﷺ آخری نبی آخری زماں جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتیں پور
ی کر دیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس خواب کی تعبیر ہو ئی ۔تو قرآن
پاک کے نقطہ نظر سے ہم جو بھی خواب دیکھتے ہیں سچے خواب جتنے بھی ہمیں
نظر آتے ہیں ان سب میں ہمارے مستقبل کینشا ندہی ہو تی ہے اور ہم خواب
کے ذریعے اپنے مستقبل میںآنے والے واقعات سے احتیات کر کے خود کو محفو ظ کر
لیتے ہیں ۔اور مستقبل میں پیش آنے والے حالات کو پہلے سے معلوم کر کیہم تر
قی کر سکتے ہیں تو خواب ہر انسان دیکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی یہ بڑی عنایت
اور رحمت ہے انسان کے اوپر اللہ تعالیٰ یہ چا ہتے ہیں انسان اپنے مستقبل سے
بھی آگا ہ رہے اس کے اندر اتنی فراست ہو اتنی نظر ہو کہ مستقبل میں کو ئی
حالات ایسے پیش آنے والے ہیں جو تباہی کے ہیں بربادی کے ہیں ان کو دیکھ کر
سمجھ کر احتیاطی تدابیر کر لے جس طر ح حضرت یوسف علیہ السلام نے جب
عزیزی مسری کو یہ بتایاکہ ساتھ سال قید پڑے گااور ساتھ سال کھیتی باڑی
ہو گی تو انہوںنے اپنے ملک کو بچا نے کے لئے قید سے بچانے کے لئے احتیاطی تدابیر
اختیار کر لیں ۔مسلسل یہ ہے کہ خواب انسان کے اندر ایسی صلاحیت ہے ایک
صلاحیت انسان کے اندر یہ ہے کہ وہ اگر اس کی آنکھوں کے سامنے با ریک تر ین
کاغذ بھی رکھ دیا جا ئے تو اسے کچھ نظر نہیں آتا ۔بہت ہی باریک کاغذ ہو تا ہے
اور وہ جو آنکھ کر تی ہے آپ اس پر ہی ہیں اور دو سرے انسان کے اندر اتنی
بڑی صلاحیت اللہ تعالیٰ نے عطاکر دی ہے کہ اگر وہ چا ہے تو ہزاروں سال
لاکھوں سال کے مستقبل کو دیکھ سکتا ہے کہ جب وہ ہزاروں سال لاکھوں سال

کہ مستقبل کو دیکھنا چا ہتا ہے تو اسے اپنے اندر ان صلا حیتوں کو بیدار کر نا پڑتا
ہے جن صلا حیتوں کا نام خواب ہے اور وہ الگ سے موجود ہے قدرت نے انسان کو
وہ صلاحتیں دے کر بھیجا ہے اگر قدرت انسان کی وہ صلاحیت منتقل نہ کر تی تو
کو ئی انسان اللہ کو نہیں دیکھ سکتا اللہ تو ہے ہی چھپا ہوا تو اللہ جب ایسی
نظر دے گا کہ ہم لاکھوں کروڑوں پردوں کے پیچھے لاکھوں سال ہم بعد کے بعد
دیکھ سکتے ہیں جب ہیتو بھئی اللہ کو دیکھ سکتے ہیں جب ہی تو اللہ کا عرفان
حاصل کر سکتے ہیں تو اب یوں کہنا چا ہیے کہ انسان کے اندر خواب دیکھنے کی
جو صلاحیت ہے وہ دراصل وہ صلا حیت ہے جو صلاحیت سے کو ئی بندہ خالق کا
ئنات کا عارف ہو جا تا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو تو فیق دے کہ اللہ تعالیٰ نے جو
ہمیں صلا حتیں عطا کیں جو ہماری اپنی ذاتی ہیں ہم ان کی طر ف متوجہ
ہوں اور انہیں تلاش کر یں اور تلاش کر کے ان کو بیدار کر یں ۔اختتام۔

★★★★★★★.